عُیُون الاَخبار

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق ایم۔ اے
(پروفیسر دلی کالج)

عُیُون الاخبار عربی ادب کی ایک مہتم بالشان تالیف ہے جس کو قلم بند ہوئے گیارہ سو برس سے زیادہ ہوئے، اس کے مصنف ابن قُتَیْبَہ دِینَوَری ہیں جو ۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے ۲۷۶ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ ابن قتیبہ علمی دنیائے اسلام کی ایک ممتاز ہستی ہیں جن کو علمی دائرہ المعارف کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ بیک وقت لُغوی، محدث، فقیہ، مورخ، ادیب اور نقاد تھے، انھوں نے لٹریچر کے مختلف اصناف پر بلند پایہ کتابیں لکھیں جن میں سے کوئی ڈیڑھ درجن آج بھی موجود ہیں دِینَور میں جو ایران کے صوبہ جبال کا شہر تھا ایک عرصہ تک عباسی حکومت کی طرف سے قاضی کے عہدہ پر فائز رہے پھر اپنے منصب سے الگ ہو کر بقیہ عمر بغداد میں تعلیم تدریس اور تصنیف میں گذاری۔

عیون الاخبار ادب کی اُن تین بنیادی کتابوں میں سے ایک ہے جو اُس دور کے خاتمہ پر تصنیف ہوئیں جس کو عربی علوم و فنون کا سنہرا دور کہا جاتا ہے، تاریخ ادب میں یہ دور عباسی عہد کی پہلی صدی پر مشتمل ہے یعنی ایک سو ستیس ہجری سے دو سو ستیس ہجری تک، پہلی بنیادی ادبی تصنیف جاحظ (متوفی ۲۵۵ھ) کی اَلبَیان والتَّبیین ہے اور دوسری مُبَرِّد متوفی ۲۸۵ھ کی اَلکامِل، ابن قتیبہ، مبرد اور جاحظ تینوں ہم عصر تھے اور مبرد جاحظ کے شاگرد بھی تھے۔

ادب کا مفہوم اس زمانہ میں لگ بھگ وہی تھا جو آج کل جنرل نالج کا ہے،

اس کے دائرہ میں ایک طرف زمانہ جاہلیت کے عربی اشعار، ضرب الامثال، وصیتیں، حکمت و دانش سے پُر ملفوظات، تقریریں، روایات، رسوم اور حالات، دوسری طرف اسلامی دور کے اشعار، ضرب الامثال، تقریریں، احادیث، مشہور اسلامی و عجمی افراد اور فرقوں کے حالات و نظریات، حکمرانوں کی تاریخ، زاہدوں کے وعظ، عشق و محبت کی داستانیں اور لطیفے شامل تھے، ادب کے یہ اجزار ترکیبی ان تینوں کتابوں میں کم و بیش موجود ہیں، ان تینوں کتابوں نے بعد کی ادبی تصانیف کے لئے نمونہ کی حیثیت اختیار کی۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ان کتابوں میں جاحظ کی البیان سب سے پہلی تصنیف ہے، مامون، معتصم اور متوکل کے زمانہ میں جاحظ کا تعلق ایک عرصہ تک عباسی سکریٹریٹ۔ اور دیوان رسائل کے مقتدر اہل قلم سے رہا تھا جس سے انھیں کلرکوں، سکریٹریوں اور وزیروں کی علمی ضروریات کا اندازہ ہو گیا تھا۔ گمان غالب ہے کہ انھوں نے اپنی کتاب ان ضروریات کو ملحوظ رکھ کر لکھی اور اس میں شک نہیں کہ دفتری اہل کار میں یہ کتاب ہوئی بھی بہت مقبول، جاحظ نے عام اہل علم کے مذاق اور ضرورت کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اس وقت دو قسم کے لوگ تھے، ایک خوشحال جو زندگی کے وسائل کو دل کھول کر استعمال کرتے اور دوسرے وہ لوگ جو ناداری یا کسی اور وجہ سے ترک دنیا اور ترک لذت کے قائل تھے۔ جاحظ نے اپنی کتاب میں دوسرے طبقہ کے لئے ایک طویل باب باندھا جس کا نام باب الزھد تھا۔ اس باب نے بعد کی اکثر ادبی تصانیف میں جزء لاینفک کی حیثیت اختیار کرلی، یہ باب ابن قتیبہ کی عیون میں موجود ہے۔ کتاب البیان کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں بابوں کے عنوان اور ان کے ذیل میں بیان ہونے والے مضامین میں کوئی ہم آہنگی نہیں ہے مختلف بابوں کے مضمون ایک دوسرے میں گھل مل گئے ہیں جس سے بابوں کی تقسیم بے معنی ہو کر رہ گئی ہے یہ خامی مبرد کی کامل میں البیان سے بھی زیادہ ہے اور ابن قتیبہ نے اس میں شک نہیں

کہ اس سے بچنے کی بلیغ کوشش کی مگر پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے۔

عیون الاخبار کے شروع میں ابن قتیبہ نے ایک بسیط مقدمہ لکھا ہے جس سے کتاب کے محرک اسباب، حدود، مقاصد اور خود مصنف کی بعض آرار کی وضاحت ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں:

"جب میں نے دیکھا کہ لوگوں میں بے علمی و بے لیاقتی عام ہوتی جاتی ہے اور بادشاہ وقت کی توجہ بازار ادب کی رونق کی طرف سے ہٹ گئی ہے تو میں نے ادب سے غفلت کرنے والے کاتبوں کی زبان و قلم کی اصلاح کے لئے ایک کتاب لکھی (اس کتاب کا نام اَدَب الکاتِب ہے) . . . . اس کتاب میں میں نے کاتب کو تاکید کی ہے کہ اس کے مضامین محفوظ کرنے کے علاوہ عربی کلام کا بہترین انتخاب بھی یاد کرے تاکہ اپنی انشاء میں اس کو استعمال کر سکے اور بوقت گفتگو اپنے الفاظ کو اس کے ظاہری و معنوی محاسن سے آراستہ کرے . . . . . کاتب کو ادب کے آلات فراہم کرنے کے بعد میرے دل میں تحریک ہوئی کہ اس کے لئے ایسا مواد بھی پیش کروں جس کو وہ ان آلات سے استعمال کر سکے، کیوں کہ مجھے اندیشہ تھا کہ اگر یہ حصہ خود اس کے مذاق و انتخاب پر چھوڑ دوں تو وہ یہاں بھی سُستی اور ڈھیل سے کام لے گا اور گوہر مقصود نہ پا سکے گا اور جس طرح زبان و قلم کی صحت کی طرف بے پرواہ تھا جمال ادب سے بھی بے توجہی برتے گا اور اگر اس کی طرف مائل بھی ہوا تو نہ گرمی شوق اس کے ساتھ ہوگی نہ ارادہ کی پختگی، بنا بریں میں نے ابتدار ادب کو انتہا تک پہنچا دیا . . . . . . " اگرچہ یہ کتاب قرآن، سنت اور علم دین کے بارے میں نہیں ہے تاہم اس کا موضوع "عالی مقاصد" ہیں، یہ عمدہ اخلاق کی طرف رہنمائی کرتی ہے، دنائت سے روکتی ہے، ناشائستہ امور سے باز رکھتی ہے حسن تدبیر، نرم سیاست اور زمین کی آبادکاری کی ترغیب دیتی ہے خدا تک پہنچنے کا بس ایک ہی طریقہ نہیں ہے اور نہ ساری بھلائیاں تہجد، روزہ اور حلال و حرام کے

علم ہیں منحصر نہیں بلکہ خدا تک پہنچنے کے بہت سے طریقے ہیں اور بھلائی کے راستے خوب فراخ ہیں، دین کی صلاح ماحول کی صلاح سے ہے اور ماحول کی صلاح بادشاہ کی صلاح سے ہے اور بادشاہ کی صلاح توفیق الٰہی کے بعد راست روی اور معاملات کی خوش فہمی پر موقوف ہے . . . .

"میں نے اس کتاب میں علماء اور عقلمندوں کے افکار کا نچوڑ پیش کیا ہے، اس میں ادب کے دُرہائے شاہوار، انسانی غور و تدبر کے پھل، بلیغ مقرروں کے کلام کے بہترین نمونے، شاعروں کے پُر حکمت اشعار، بادشاہوں کی سیرت اور سلف کے واقعات و حالات جمع کئے ہیں . . . . .

"یہ بات مجھے درست معلوم نہیں ہوتی کہ اس کتاب کے مخاطب بس دنیا کے متوالے ہوں، یا صرف خاص لوگ یا بادشاہ، اور اہل آخرت، عوام اور معمولی لوگوں کی دلچسپی کی اسمیں رعایت نہ کی جاتی؟ پس میں نے ہر طبقہ کے لوگوں کے مذاق کو پیش نظر رکھا اور کتاب میں زاہدوں اور ترک دنیا کرنے والوں، دنیا کی تباہیوں، ناپائداری اور انقلاب کے بارے میں بہترین فرمودات پیش کئے . . . . ساتھ ہی ساتھ پُرلطف مکالموں، خوش بیانیوں، دلچسپ اور مضحک باتوں کو بھی نہیں چھوڑا تاکہ کتاب میں مروجہ تصنیفات کے مضامین میں سے کوئی رہ نہ جائے اور سنجیدہ و ٹھوس باتوں سے قاری کو جو تکان محسوس ہو دور ہو جائے . . . . مقدمہ کے آخر میں زاہد خشک رو سے یہ اپیل ہے: "زاہد خشک رو، کتاب میں تم کو اگر ایسی باتیں ملیں جن کو تم معیوب یا بے ہودہ خیال کرو یا جن کو پڑھ کر تم کو غصہ آئے یا لائق تضحیک نظر آئیں تو تم کتاب کے مقاصد اور ضرورت کو یاد کر کے ہم کو معذور رکھنا۔ تم کو معلوم ہو کہ اگر تم اپنی خدا پرستی کی وجہ سے ان باتوں سے بے نیاز ہو تو ایسے لوگ بھی ہیں جو ان کو روا رکھتے ہیں اور اُن امور کے شیفتہ ہیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو، یہ کتاب تمہارے لئے نہیں لکھی گئی کہ صرف

تمھاری خوشنودی کو ملحوظ رکھا جاتا اور اگر اس میں ان باتوں کے ذکر سے پرہیز کیا جاتا جو تم کو ناگوار ہیں تو یقیناً کتاب کی آدھی آب وتاب جاتی رہتی ہیں اگر کوئی ایسا قصہ یا کہانی تمہارے سامنے آئے جس میں کسی پوشیدہ امر، یا عضو یا کسی گندی بات کا ذکر ہو تو خشوع الٰہی یا خشوع الٰہی کے بہانہ کے تحت حقارت سے منہ نہ پھیر لینا کیوں کہ کسی عضو کا نام لینا گناہ نہیں ہے، گناہ یہ ہے کہ کسی کو بے آبرو کیا جائے، جھوٹ بولا جائے اور غیبت کی جائے"[1]

عیون الاخبار کا کچھ حصہ پہلی بار جرمنی کے شہر ویمار (Weimar) میں مشہور مستشرق بردکلمان کے اہتمام سے ۱۸۹۸ء چھپا، اس کی نقل مصر سے ۱۹۰۷ء میں نکلی[2] پھر پوری کتاب ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۰ء تک زیر طبع رہ کر مصر سے شایع ہوئی، یہ مکمل نسخہ دو ضخیم جلدوں میں گیارہ سو چھپّن صفحوں پر مشتمل ہے۔ کتاب دس بڑے بڑے بابوں میں تقسیم ہے: (۱) کتاب السلطان (۲) کتاب الحرب (۳) کتاب السؤدد (۴) کتاب الطّباع والاخلاق المذمومہ (۵) کتاب العلم (۶) کتاب الزّھد (۷) کتاب الاخوان (۸) کتاب الحوائج (۹) کتاب الطّعام (۱۰) کتاب النّساء

مُبرّد کی کامل اور جاحظ کی البیان کے مقابلہ میں عیون کے ابواب میں بیّن تنوع اور ہمہ گیری ہے اور جہاں تک مضامین کا تعلق ہے اس میں بھی عیون کے ماخذوں اور انتخاب کا دائرہ نہایت وسیع ہے، مبرد نے کامل میں عرب ماخذ اور ثقافت سے شاذونادر ہی تجاوز کیا ہے اور البیان میں غیر عربی اقتباسات آٹے میں نمک سے بھی کم ہیں، ابن قتیبہ نے عربی ماخذوں اور ثقافت کے علاوہ فارسی، ہندی، اسرائیلی، عیسائی اور رومی ماخذوں اور ثقافت سے بکثرت اقتباسات لئے ہیں، اقتباسات کے علاوہ، فارسی، رومی، عیسائی اور یہودی کاہنوں، زاہدوں اور ماہرین سیاست کے اقوال اور نصیحتیں بھی نقل کی ہیں

---

[1] مقدمہ عیون الاخبار، مطبوعہ مصر ۱۹۳۰ء [2] تاریخ ادب جرجی زیدان ۱۷۰/۲

چند وہ ماخذ جن کی صاحب کتاب نے تصریح کی ہے یہ ہیں:

(۱) سِیَرُ العجم (۲) کتاب الآئین (۳) کلیلة ودمنة (۴) جاحظ کی کتاب البخلاء (۵) جاحظ کی کتاب الحیوان (۶) انجیل (۷) تورات۔

• ہر باب کی ابتدا، بالعموم کسی ایسی حدیث، صحابی یا تابعی کی ایسی رائے سے ہوتی ہے جو عنوان سے مناسبت رکھتی ہو، اس کے بعد تاریخی اجتماعی، علمی، ادبی روایتیں، مقولے اور اشعار بیان ہوتے ہیں جو عنوان باب سے ربط رکھتے ہیں اور اکثر ہر باب میں ایسا مواد بھی آجاتا ہے جو عنوان سے کوئی تعلق نہیں رکھتا یا محض سطحی تعلق پر مبنی ہوتا ہے، یہاں مختلف بابوں سے چند ایسی مثالیں پیش کرتا ہوں جن سے کتاب کی معنوی و مضمونی حیثیت پر روشنی پڑے گی اور اس بے ربطی کا بھی اندازہ ہو سکے گا:

باب الحرب: (۱) دو شخص حضرت عائشہ کے پاس آئے اور کہا کہ ابو ہریرہ نے رسول اللہ کی یہ حدیث بیان کی ہے: نشگون عورت، گھر اور سواری کے جانور سے لیا جاتا ہے۔" حضرت عائشہ نے طیش میں آکر کہا ابو ہریرہ نے جھوٹ بولا، رسول اللہ کے الفاظ یہ ہیں: دور جاہلیت کے لوگ کہتے تھے کہ شگون سواری کے جانور، گھر اور عورت سے لیا جاتا ہے[۱]

(۲) حسین ابن علی نے اَحنف (قبائلی سردار متوفی ۷۱ھ) کو لکھا کہ اپنے قبیلہ کے ساتھ آکر خلافت کی مہم میں میری مدد کرو تو احنف نے خط کا جواب نہیں دیا اور کہا: ابو الحسن (حضرت علی) کے لڑکوں کو ہم نے آزما دیکھا ان میں نہ حکمرانی کی صلاحیت ہے اور نہ زر بیہ جمع کرنے کا سلیقہ، اور نہ وہ جنگی چالوں سے واقف ہیں[۲]۔

باب الزهد: (۱) سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) نے کہا: زہد یہ ہے کہ دنیا کی آرزو نہ کی جائے، موٹا کھانے اور موٹا پہننے کا نام زہد نہیں ہے۔

(۲) رسول اللہ نے کہا میرے مالک نے مجھے نو باتوں کی ہدایت کی ہے: (۱) ظاہر

[۱] عیون ۲/۱۴۷ [۲] عیون ۲/۲۱۱ [۳] عیون ۶/۳۵۶

اور باطن میں اخلاص سے کام لوں (۲) رضا اور غضب میں انصاف کروں (۳) مفلسی اور خوش حالی میں میانہ روی اختیار کروں (۴) اگر کوئی مجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کروں (۵) اگر کوئی مجھ سے کٹے تو میں اس سے جڑوں (۶) اگر کوئی مجھے محروم رکھے تو میں اس کو عطا کروں (۷) جب خاموش رہوں تو غور کروں (۸) میری بات خدا کی حمد و ثنا ہو (۹) جب نظر ڈالوں تو عبرت حاصل کروں۔"[۱]

کتاب السؤدد۔ (۱) عمر بن الخطاب سڑک پر سے گٹھلیاں اور سوت اٹھا لیتے اور جب کسی گھر کے سامنے سے گذرتے تو اس میں ڈال دیتے اور کہتے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔[۲]

(۲) شعبی (متوفی ۱۰۵ھ) نے کہا: ایک عرصہ تک لوگوں نے دین اور تقویٰ کی زندگی گذاری، پھر یہ صفت اٹھ گئی تو لوگ حیاء اور ناشائستہ امور سے اجتناب کی زندگی بسر کرنے لگے، پھر یہ صفت بھی اٹھ گئی اور اب حال یہ ہے کہ نقصان سے ڈر کر یا فائدہ کی خواہش کے تحت زندگی گذارتے ہیں، میرا خیال ہے اس سے بھی بدتر زمانہ آنے والا ہے۔[۳]

(۳) ابو الضحیٰ نے کہا: میں نے عبداللہ بن زبیر (متوفی ۷۳ھ) کے سر میں اتنا مشک دیکھا کہ اگر میرے پاس ہوتا تو میرا راس المال ہوتا۔[۴]

(۴) اشعری قبیلے کے لوگ رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا اے رسول اللہ آپ کے بعد کوئی شخص ہمارے قبیلے کے فلاں شخص سے زیادہ افضل نہیں ہے، وہ دن بھر روزہ رکھتے اور جب ہم مقام کرتے تو وہ رات بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے، یہ سن کر رسول اللہ نے فرمایا ان کے کام کاج کون کرتا تھا؟ جواب ملا: ہم لوگ، رسول اللہ نے فرمایا: "تم سب ان سے بہتر ہو۔"[۵]

(۵) عبداللہ بن عمر (متوفی ۷۳ھ) عروہ بن زبیر (متوفی ۹۶ھ) مصعب بن زبیر

---

[۱] عیون ۱/۲۶۳ [۲] عیون ۳/۲۶۶ [۳] عیون ۳/۲۷۹ [۴] عیون ۳/۳۰۳

[۵] عیون ۳/۳۲۶

متوفی سنہ ۷۳ھ اور عبدالملک بن مروان (متوفی سنہ ۸۶ھ) کعبہ کے صحن میں بیٹھے تھے، مصعب نے کہا اپنی اپنی آرزو بتاؤ، ساتھیوں نے کہا پہلے تم بتاؤ، مصعب: میری آرزو ہے کہ عراق کا گورنر بنوں اور حسین کی لڑکی سکینہ اور طلحہ کی لڑکی عائشہ سے شادی کروں، ان کی یہ آرزو پوری ہوئی، انھوں نے دونوں بیویوں کا مہر پانچ پانچ لاکھ درہم باندھا اور اتنی ہی رقم کا ہر ایک کو جہیز دیا: عروہ بن زبیر نے آرزو کی کہ فقیہ بنیں اور لوگ دور دور سے حدیثیں سننے اُن کے پاس آیا کریں۔ عبدالملک نے خلافت کی آرزو کی جو پوری ہوئی اور عبداللہ بن عمر نے جنت کی تمنا کی۔[1]

کتاب الطباع والأخلاق المذمومة: علاء حضرمی (بحرین کے گورنر) رسول اللہ سے ملنے آئے تو آپ نے دریافت کیا تم کچھ شعر سنا سکتے ہو تو انھوں نے یہ شعر پڑھے:

تَحَیَّ ذوی الاضغان تَسْبِ قلوبَهم ۔۔۔ تَحِیَّتَكَ القُربیٰ فقد یُرقَعُ النَّعَل

وَإِنْ دَحَسُوا بالشَّرِّ فاعفُ تكرُّماً ۔۔۔ وَإِنْ خَنَسُوا عنكَ الحدیثَ فلا تَسَل

فَاِنَّ الذی یُؤذیكَ مِنه سماعُه ۔۔۔ وَاِنَّ الذی قالوا وراءَكَ لَمْ یُقَل

۱۔ اپنے نفرت کرنے والوں کو سلام کرو، اس سے تم ان کے دل موہ لوگے۔ سلام ایسے تپاک سے کرو جیسے اپنے قریبی عزیزوں کو کرتے ہو کیوں کہ پیوند لگانے سے پھٹے جوتے جڑ جاتے ہیں۔

۲۔ وہ تم کو نقصان پہنچانے کی اگر خفیہ کارروائی کریں تو خود رائی سے بچنے کی خاطر ان کو معاف کردو اور اگر دل آزاری کی باتیں تم سے چھپائیں تو ان سے نہ پوچھو۔

۳۔ کیوں کہ تم کو اذیت ان کے سننے سے ہوتی ہے اور وہ باتیں اگر انھوں نے تمہارے پس پشت کہیں تو ایسا ہی ہے گویا کہی ہی نہیں (کیوں کہ ان کے سننے سے تم کو اذیت نہیں ہوئی)

[1] عیون ۳/۲۵۸

یہ اشعار سن کر رسول اللہ پھڑک اٹھے اور فرمایا: اِنَّ من الشعر حِکمۃً و اِنَّ من البیان سِحراً[1]

(۲) بچھو کو ہانڈی میں رکھ کر ہانڈی کو گل حکمت کرتے ہیں، پھر ہانڈی تنور میں رکھ دی جاتی ہے جب بچھو راکھ ہو جاتا ہے تو بقدر نصف دانق یا زیادہ (دانق = ۲ ۴/۳ رتی) اس شخص کو دیتے ہیں جس کے مثانہ میں پتھری ہو، یہ راکھ کسی عضو یا خلط کو نقصان پہنچائے بغیر پتھری توڑ ڈالتی ہے، بچھو کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کو تیل میں ڈال دیتے ہیں، پھر اس کو نچوڑ کر تیل نکالا جاتا ہے، یہ تیل سخت ترین ورموں کو دور کر دیتا ہے[2]

ان مثالوں سے کتاب کے مضامین کی کچھ جھلکیاں آپ کے سامنے آگئیں، زیادہ تفصیل کا یہاں موقع نہیں مختصر یہ کہ کتاب اسلامی معارف کا گنجینہ ہے جس سے ابتدائی ڈھائی سو برس کے اسلامی تمدن، ثقافت اور افکار و آراء کی منظم تشکیل میں قیمتی مدد مل سکتی ہے۔

اب میں کتاب کے ان پہلوؤں پر کسی قدر روشنی ڈالوں گا جو ما بہ الامتیاز ہیں یا جن پر مواخذہ ہو سکتا ہے۔

۱۔ کتاب میں عربی ضرب الامثال کثرت سے بیان ہوتے ہیں اور ایسی سلیس و برجستہ عربی میں ڈھلے ہیں کہ تفسیر و تنقیح کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۲۔ مصنف نے بادیہ نشیں عربوں کے قصے حالات اور اشعار پیش کرنے میں خاص اہتمام کیا ہے۔

۳۔ کتاب میں عربی اشعار کا بہت اچھا انتخاب ہے، ایسے اشعار کی خاصی تعداد ہے جو ابو تمام کے حماسہ میں موجود ہیں، زیادہ تر اشعار ایسے ہیں جو قدرتی و حقیقی محرکات کا نتیجہ ہیں اور ایک بڑی تعداد ایسے اشعار کی بھی ہے جو صدیوں کے انسانی تجربات کا نچوڑ ہیں یا سرمدی اقدار کے حامل ہیں اور ایک مرنجان مرنج، عالی سیرت

---

[1] عیون ۲/ ۱۸ [2] عیون ۲/ ۱۰۱

کی تعمیر میں معاون ہو سکتے ہیں۔ پوری کتاب میں تقریباً پانچ ہزار شعر ہیں جو دس بابوں پر اس طرح پھیلے ہوئے ہیں:

۱۔ کتاب السلطان ۔ ۳۰۷، کتاب الحرب ۔ ۳۷۶، کتاب السؤدد ۔ ۶۳۲، کتاب الطبائع والاخلاق المذمومۃ ۔ ۲۹۲، کتاب العلم ۔ ۳۱۰، کتاب الزہد ۔ ۲۱۳، کتاب الاخوان ۔ ۶۱۳، کتاب الحوائج ۔ ۴۱۵، کتاب الطعام ۳۴۲، کتاب النساء ۔ ۶۹۴

۴۔ مصنف نے ایسی حدیثیں بے دریغ بیان کی ہیں جو چاہے بلحاظ اسناد قابل قبول ہوں لیکن باعتبار متن شان نبوت یا واقعات یا قدرتی قوانین کے منافی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ حدیث ملاحظہ ہو: ان اللہ حرّاساً فحرّاسہ فی السماء الملائکۃ وحرّاسہ فی الارض الذین یاخذون الدیوان[1]

کتاب میں ایسی تصریحات بھی موجود ہیں جن سے پاک باز دل [illegible] کرتے ہیں اور جن سے بے حیائی اور تفحش کی اشاعت ہوتی ہے۔[2]

۶۔ کتاب میں کہیں کہیں اشعار کی نسبت ایسے افراد کی طرف ہوئی ہے جن کو قدیم مبصرین ادب نے کسی اور کی طرف منسوب کیا ہے یا جن کی طرف وہ نسبت مشہور نہیں ہے:

۱۔ ساتویں باب کے صفحہ ۲۷ پر ذیل کے اشعار یحییٰ بن سعید کی طرف منسوب ہیں:

غذوتک مولوداً ومنتک یافعاً ۔۔۔ تُعَلُّ بما اُجنی علیک وتنهل

اذا لیلۃ نابتک بالشکو لم ابت ۔۔۔ لشکواک الا ساهراً اتململ

کأنی أنا المطروق دونک بالذی ۔۔۔ طُرِقتَ بہ دونی وعینی تهمل

فلما بلغت السنّ والغایۃ التی ۔۔۔ الیها مدی ما کنت فیک اؤمّل

جعلت جزائی منک جبهاً وغلظۃ ۔۔۔ کأنک أنت المنعم المتفضل

---

[1] عیون ۱/۲ [2] عیون ۴/۲۴، ۱۰۵، ۱۰۰، ۱۸۲

یہ شعر جہاں جہاں میری نظر سے گذرے ہیں ان کی نسبت اُمیہ بن ابی الصلت (متوفی سنہ ھ) کی طرف کی گئی ہے اور تبریزی شارح حماسہ کی رائے میں یہ ان ہی کے ہیں

۲۔ ساتویں باب کے گیارہویں صفحہ پر قاضی شُریح کو ذیل کے دو شعروں کا قائل بتایا گیا ہے

خُذِی العفوَ مِنّی تَستَدِیمی مَوَدَّتی   وَلا تَنطِقی فی سَورَتی حِینَ أغضَبُ
فانی رأیتُ الحُبَّ فی الصدرِ والأذی   إذا اجتَمَعا لم یَلبَثِ الحُبُّ یَذھَبُ

یہ شعر دسویں باب کے صفحہ ۷۷ پر ابوالأسود دُؤلی (متوفی سنہ ۶۹ھ) کی طرف منسوب کئے گئے ہیں لیکن أغانی کے مصنف ابوالفرج (متوفی سنہ ۳۵۶ھ) کی رائے میں یہ شعر خارجہ بن اسماء فزاری کے ہیں[۱]

---

[۱] اغانی مصر ۱۸/۱۲۸

تفسیر مظہری (عربی)

کلامِ الٰہی کی بہترین تفسیر
علماء طلباء اور عربی مدرسوں کے لئے شاندار تحفہ

مختلف خصوصیتوں کے لحاظ سے تفسیر مظہری تفسیر کی تمام کتابوں میں بہترین سمجھی گئی ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے اپنی مثال نہیں رکھتی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس عظیم الشان تفسیر کے بعد کسی تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ امام وقت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات علمی کا عجیب و غریب نمونہ ہے۔

اس بے مثال کتاب کا پورے ملک میں ایک نسخہ بھی دستیاب ہونا دشوار تھا۔ شکر ہے کہ برسوں کی جد و جہد کے بعد آج ہم اس لائق ہیں کہ اس متبرک کتاب کے شایع ہونے کا اعلان کر سکیں تقریباً تمام جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں صرف آخری جلد جس میں دو پاروں کی تفسیر ہے زیر طبع ہے۔

ہدیہ غیر مجلد:۔ جلد اول[۱] سات روپے جلد ثانی[۲] سات روپے جلد ثالث[۳] آٹھ روپے جلد رابع[۴] پانچ روپے۔ جلد خامس[۵] سات روپے جلد سادس[۶] آٹھ روپے جلد سابع آٹھ روپے جلد ثامن[۸] آٹھ روپے جلد تاسع[۹] پانچ روپے جلد عاشر زیر طبع ہدیہ مکمل جلد ترسٹھ روپے۔ رعایتی سائکلو...